REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹ — شمارہ ۲۱

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ـ ۱۴۳۵۱۶

۶ ذیقعدہ ۱۴۱۰ ہجری ۳۱ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۳۱ مئی ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اللہ تعالیٰ ہی کو مقدم کرو اور دین کو دنیا پر ترجیح دو۔ جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بھی پاتا ہے وہ یاد رکھے کہ ابھی وہ اس قابل نہیں کہ دین کا نام بھی لے۔ یہ بھی ایک غلطی لوگوں کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں آئے ہیں، کیا انہوں نے دنیا کے لئے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے؟ اور باوجود اس کے کہ ان کی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوتی ہے پھر کیا وہ دنیا میں نامراد رہے ہیں۔ کبھی نہیں۔ دنیا خود ان کے قدموں پر آکر گری ہے۔ یہ یقیناً سمجھو کہ انہوں نے دنیا کو گویا طلاق دے دی تھی۔ لیکن یہ ایک عام قانونِ قدرت ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھہراتے۔ اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اس کے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کر لیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔ سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوتا ہے۔ یہ مجرد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۳۱۶-۳۱۷)

نیلسن منڈیلا کے نام حضور کا مکتوب

جنوبی افریقہ کے سیاہ فام قومی رہنما نیلسن منڈیلا جو حال ہی میں ۲۰ سال کی قید کاٹ کر رہا ہوئے ہیں کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔ اور حضور نے فرمایا ہے کہ جو جسمانی حوصلہ اور اخلاقی مستقل مزاجی آپ نے دکھائی ہے وہ تمام ایسے لوگوں کے لئے جو انسانی وقار اور آزادی کی جنگ لڑتے ہیں مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ اور اس سے وہ اپنے لئے قوتِ عمل حاصل کریں گے۔

حضور نے اپنے اس مکتوب میں یہ بھی فرمایا کہ احمدیہ عالمی جماعت اپنے تمام افریقی بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ کو خوش آمدید کہتی ہے۔ اور آپ کے لئے دعا کرتی ہے کہ آپ اپنی قوم کے لئے آزادی، امن اور وقار حاصل کر سکیں۔

حضور نے مسٹر منڈیلا کو دعا دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی خوشحال صحت مند اور آسائش والی زندگی عطا کرے اور آپ کو عقل اور طاقت دے کہ آپ اپنے نہایت قابلِ فخر مشن کو کامیابی کے ساتھ اختتام تک لے جا سکیں۔

اس خط میں حضور نے اپنی دلی گرمجوشی کا بھی اظہار فرمایا۔

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ احباب دعا کریں کہ جماعتِ احمدیہ کی دوسری صدی کا دوسرا جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کیلئے مبارک کرے۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۹۰ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

میرے تاثرات

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

تلونڈی موسیٰ خان، گوجرانوالہ کے مشہور صنعتی شہر کے ماحول میں ایک پیاری بستی ہے۔ جو پاکستان کے ممتاز شاعر جناب سید عبدالحمید عدم کا مولد ہے۔ اس بستی کے آٹھ مخلص احمدی نیز عزیزم شبیر احمد صاحب ثاقب مربی سلسلہ اور خاکسار ایک ماہ اسیر راہِ مولیٰ رہے۔ اور ۳ مئی ۱۹۹۰ء کو ضمانت پر رہا ہوئے۔

رہائی کے بعد مخلصینِ جماعت جس والہانہ ذوق و شوق اور غیر معمولی الفت و محبت سے بے اختیار ہو کر دیوانہ وار ملاقات کے لئے تشریف لا رہے ہیں اس کا نقشہ قلم کھینچنے سے قاصر ہے۔

احمدیت کے بین الاقوامی رشتۂ اخوت کے بے شمار رُوح پرور نظارے آج تک ایک عالم دیکھتا آ رہا ہے۔ مگر ہم اسیرانِ راہِ مولیٰ یہ دیکھ کر سچ مچ مبہوت اور دنگ رہ گئے کہ ہم مجبوروں کی خاطر ہمارے جان سے پیارے امام ہمام اور پُوری دُنیا میں پھیلے ہوئے ایک کروڑ سے زیادہ احمدی جن میں جوان، بوڑھے، خواتین اور بچے بھی شامل ہیں پُورا ایک ماہ آستانۂ اُلوہیت پر نہایت بے قراری کے ساتھ سجدہ ریز رہے۔ اور اپنے آنسوؤں سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کر کے عرشِ الٰہی پر گویا دھوم مچا دی۔

کوئی آنکھ نہ تھی جو گریاں نہ ہو، کوئی دِل نہ تھا جو ہمارے لئے آنسو نہ بہا رہا ہو۔ تیس دِن کی دُعاؤں کی یہ ایک عالمگیر ریاضت تھی جس نے بلا مبالغہ اور بلا استثناء تمام مخلصینِ جماعت کے آنسوؤں کو گویا ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں تبدیل کر دیا۔ اور افسردہ دُنیا مسرتوں کی کائنات میں ڈھل گئی۔

ہم اسیرانِ راہِ مولیٰ کے پاس وہ الفاظ نہیں جن میں اپنے پیارے امام اور شمعِ احمدیت کے پروانوں کے اس احسانِ عظیم کا شکریہ ادا کر سکیں جن کی مسلسل ایک ماہ کی پُرسوز اور متضرعانہ دُعاؤں کو ربِّ کریم نے بالآخر شرفِ قبولیت بخشا۔ ہماری زبان خدا کی حمد سے لبریز ہے۔ اور ہمارے دِل جماعت کے ایک ایک فرد کے لئے جذباتِ تشکر سے معمور اور مجسم دُعا ہیں۔ ہم فرزندانِ احمدیت کی دُعاؤں کا بدلہ قیامت تک نہیں ادا کر سکتے۔ یہ دُعائیں ہمارے لئے لازوال خزانہ ہیں۔ جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور لافانی لعل و جواہر ہیں۔ جن کی چمک دمک کبھی ماند نہیں پڑ سکتی۔ (اِنشاء اللہ)

ایامِ اسیری میں ہم سب کو خدا کے فضل و کرم سے نہایت درجہ سوز اور رقت سے نہ صرف اپنے پیارے اور محبوب آقا، سکھر اور ساہیوال کے اسیرانِ راہِ مولیٰ اور پُوری جماعت کے لئے دُعائیں کرنے کی توفیق عطا ہوئی بلکہ اپنے پیارے وطن پاکستان نیز کشمیر اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لئے بھی درد بھری دُعاؤں کے مواقع میسر آئے۔

ایک خاص قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ سب اسیرانِ راہِ مولیٰ نے اس عرصہ میں دُرود شریف کے وِرد کا بھی کثرت سے التزام رکھا ؎

تیرے صدقے تیرے قُربان رسولِ عربی
تجھ سے جاری ہُوا فیضان رسولِ عربی

سب سے بڑی نعمت جو ہمیں اس ایک ماہ میں جنابِ الٰہی سے نصیب ہُوئی وہ محبتِ الٰہی کا ایک نرالا تجربہ تھا۔ شاید یہ ایک "رُوحانی وقف" تھا جس کی تاریخیں ہمارے حکیم و خبیر خدا نے خود مقرر فرما دی تھیں۔ یہ "وقف" اوّل سے آخر تک ذکرِ الٰہی، تعلیمِ دین اور مشقت سے مخصوص رہا۔

اس سلسلہ میں یہ عجیب رُوحانی انقلاب ہم نے مشاہدہ کیا کہ ہمارے بعض ساتھی جو جیل میں آنے سے پہلے نمازوں میں سُست تھے خدا کے فضل و کرم سے شب بیدار بلکہ مستجاب الدعوات بن کر نکلے۔ حتیٰ کہ ایک احمدی نوجوان کو قبل از وقت بذریعہ رؤیا بتا دیا گیا کہ ہماری ضمانت بُدھ کو اور رہائی جُمعرات کو ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا۔

بالآخر یہ عاجز اپنی طرف سے اور اپنے سب ساتھیوں کی طرف سے حضور انور اور تمام مخلصینِ جماعت کی خدمت میں نہایت عاجزی کے ساتھ درخواستِ دُعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب اسیرانِ راہِ مولیٰ کی اِس حقیر "قُربانی" کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ ہر آن اپنے حفظ و امان میں رکھے اور زندگی کے آخری سانس تک خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے کہ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو حاصل ہے ؎

نُصرتِ باری تعالیٰ

رِدائے ظلم و ستم یقیناً لپیٹ دے گا خُدائے قادر
عدُوِّ دینِ متین آخر سمیٹ لے گا خدائے قادر

وہ جو بہ بانگِ دُہل ہماری مخالفت پہ تُلے ہوئے تھے
خُدائے "اِنِّی مُہِیْن" نے وہ سب پلک جھپکتے مٹا دیئے تھے

جو اُڑ رہے تھے بلندیوں پہ تھے عزم جن کے بہت بھیانک
اُٹھیں جو مظلوم دِل سے آہیں، گرفتِ مولا ہُوئی اچانک

اُٹھے تھے جو آندھیوں کی مانند وہ خاک ہو کر بکھر گئے ہیں
جنہیں مٹانے کا سوچتے تھے وہ سارے عالم میں بھر گئے ہیں

ستم کی چکّی چلانے والے اُسی میں آخر پسیں گے بے شک
جنہیں خُدا کی پناہ ہو گی جہاں میں ہر سُو بڑھیں گے بے شک

خُدا کے پیاروں سے بیر رکھنا خدا کو ہرگز نہیں گوارا
وہ "کُنْ" کہے اور راکھ کر دے جو اُس کی قُدرت کا ہو اشارا

خُدا کے بندوں پہ اِبتلاؤں کا دَور آنا بھی ہے ضروری
ہر آزمائش میں عزم و ہمّت سدا دِکھانا بھی ہے ضروری

خُدا کے شیرو نہ ڈگمگاؤ، بہ عزم آگے ہی بڑھتے جاؤ
کرو نہ تم غیر پر توکُّل، خُدا کے دَر پہ ہی سر جُھکاؤ

خلیقؔ مجھ کو یقیں ہے آخر خُدا کی نُصرت ہمیں ملے گی
خُدا کے پیاروں کی یہ جماعت جہاں میں ہر سُو بڑھے پھلے گی

(اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ)

خلیقؔ بن فائق گورداسپوری

اِک نظر لُطف و کرم کی اور دُعا
ہے فقط اتنا ہی میرا مُدّعا

خطبہ جمعۃ المبارک

ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو توجہ سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳ شہادت (اپریل) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گذشتہ دو جمعوں سے لقاء باری تعالیٰ کا مضمون چل رہا ہے اور میں نے یہ بیان کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی ایک بہت ہی پیاری راہ عجز کی راہ ہے۔ ویسے تو جیسا کہ میں نے قرآن کریم کی آیت پڑھ کر سنائی تھی خدا کو پانے کی بہت سی راہیں ہیں بلکہ لا تعداد راہیں ہیں اور اُن کی طرف بسا اوقات انسان کے ذہنی تصرف کے بغیر دروازے کھلتے ہیں۔ بعض قلبی کیفیات انسان کی زندگی میں ایسی اس پر طاری ہوتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف دل لپکتا ہے اور یہ جو وصال کی راہیں ہیں یہ اس موقعہ کی مناسبت سے دل کے اس تعلق کے نتیجے میں کھلتی ہیں۔ پس وہ جو کھڑکی کسی ایک راہ کی طرف کھل رہی ہے یا وہ در جو ایک راہ کی طرف کھل رہا ہے اس میں انسان کا تصرف کوئی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کی دل پر نظر پڑتی ہے۔ اور

دل کی جنبش

کے نتیجے میں یہ دروازے کھلا کرتے ہیں لیکن اس مضمون کو سمجھنا پھر بھی ضروری ہے کیونکہ اس مضمون کو سمجھنے کے نتیجے میں وہ روکیں دور ہوتی ہیں جو دل کو خدا کے لئے متحرک کرتی ہیں اور انسان زیادہ عرفان کے ساتھ اور زیادہ وضاحت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہوں کی تلاش کر سکتا ہے اور ان میں قدم آگے بڑھا سکتا ہے۔

عجز کے ذکر میں میں نے بتایا تھا کہ اس کا برعکس یعنی تکبر بھی غور کے لائق ہے کیونکہ بسا اوقات انسان اپنے آپ کو عاجز سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اس میں

تکبر کا ایک پہاڑ

چھپا ہوا ہوتا ہے۔ لوگ اس محاورے سے تو واقف ہیں کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو دکھائی نہیں دیتا، دوسرے کی آنکھ کا تنکا دکھائی دے دیتا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تکبر پر اس سے بہت بڑھ کر مثال صادق آتی ہے۔ تکبر اگر پہاڑ کی شکل میں بھی انسان میں موجود ہو تو بسا اوقات اس سے مخفی رہ جاتا ہے۔ اس ضمن میں ہمارے ایک احمدی شاعر مکرم چوہدری محمد علی صاحب جو سائیکالوجی کے پروفیسر تھے، ان کی ایک نظم کا ایک مصرعہ خصوصیت سے مجھے بہت ہی پسند آیا تھا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ؎

آنکھوں میں ہیں اَنا کے بھالے پڑے ہوئے

یعنی اپنی آنکھوں میں اَنا کے بھالے پڑے ہوئے ہیں اور اس کو نظر نہیں آرہے پس متکبر کو ہر دوسری چیز دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔ اپنا تکبر دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے ایسے مریضوں سے جب مجھے واسطہ پڑتا ہے جن کو یہ سمجھانا ہو کہ آپ متکبر ہو رہے ہیں۔ اپنی فکر کریں ورنہ یہ ہلاکت کی راہ ہے تو سب سے زیادہ مشکل ان کو یہ سمجھانے میں پڑتی ہے کہ آپ کے اندر تکبر کا مادہ پایا جاتا ہے کیونکہ وہ شخص اپنے آپ کو عام طور پر عاجز سمجھ رہا ہوتا ہے۔

بہر حال یہ مضمون ایسا ہے جس پر مزید وضاحت سے روشنی کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صاحب تجربہ عارف باللہ کے طور پر تکبر کا جو ذکر فرمایا ہے اس میں سے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ منظوم کلام میں بہت سی جگہ آپ نے اس مضمون کو چھیڑا ہے۔ چند شعر یہ ہیں جو میں آپ کے سامنے آج پڑھ کے سناتا ہوں۔

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے

(درثمین)

پھر فرماتے ہیں:-

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں ...."

یہ لفظ موحد ہی لکھا ہوا ہے مگر ہو سکتا ہے کوئی اس میں لفظ چھٹ گیا ہو۔ موحد کے مرض کا (تدارک) مراد معلوم ہوتی ہے۔ ہر توحید پرست کی بیماریوں کا ازالہ فرماتا ہے۔ مگر متکبر کا نہیں۔

"۔۔۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۸)

یعنی شیطان کے موحد ہونے کے باوجود تکبر اس کی ہلاکت کا موجب بن گیا پھر فرماتے ہیں :۔

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ (مکرر)

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے۔ وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایکدم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے۔ یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایکدم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے۔ اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے۔ ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے ۔۔۔۔۔۔"

یہ ایک بہت ہی اہم مضمون ہے۔ جس کے متعلق کچھ مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک میں عام طور پر یہ محاورہ ہے کہ

اب تو ہمارا کچھ بھی نہیں رہا۔

اس لئے دعا کرتے ہیں۔ اب تو کوئی اور شکل نہیں باقی رہی۔ گویا اس سے پہلے وہ خود اپنے کفیل تھے۔ اور اس فقرے کے اندر ایک تکبر پوشیدہ ہے اور دعا کی قبولیت کا مانع اس رجحان میں پایا جاتا ہے۔ پس حقیقی طور پر دعا کے مضمون اور مفہوم کو سمجھنے والا وہی انسان ہے جو طاقتوں کے باوجود یہ یقین رکھتا ہو کہ ان طاقتوں میں بذات خود کچھ حاصل کرنے کی استطاعت نہیں جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اس لئے یہ عجز تکبر کا عجز کے لئے بھی ایک عارف باللہ کی انگلی چاہئے جس نے اپنے وجود کا بہت ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ اور اپنے گرد و پیش کا بھی بہت باریک نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ کوئی انسان جس میں صداقت کا ایک ذرا سا بھی بیج ہو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قسم کے کلام کو پڑھنے کے بعد وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا کہ یہ شخص جھوٹا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ کی یہ باریک راہیں سوائے اعلیٰ درجے کے صداقت شعار لوگوں کے اور کو نصیب نہیں ہوا کرتیں۔ پس دیکھیں اس طرح آپ ہماری اصلاح فرماتے ہیں ہمیں تقویٰ کی باریک راہیں دکھاتے ہیں ان خطرات سے آگاہ کرتے ہیں جو ہمیں درپیش ہوتے ہیں اور ہم ان سے اپنی

"۔۔۔۔ وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے"

تصحیح منع نہیں یعنی کسی کو درست کرنا لیکن رحمان ہے جو یہ فیصلہ کرے گا کہ وہ خدا کی نظر میں پسندیدہ فعل تھا یا برا فعل تھا۔ ایک تصحیح ہے جیسا کہ میں پہلے بھی جماعت کو توجہ کر چکا ہوں۔ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھائی کہ جب نماز میں امام غلطی کرے تو سبحان اللہ کہا کرو۔ کیسی پیاری تصحیح ہے۔ یہ بتایا گیا کہ صرف اللہ پاک ہے۔ نہ تصحیح کرنے والا غلطی سے پاک ہے، نہ وہ پاک ہے جس کی تصحیح کی جا رہی ہے اور اللہ پاک ہے۔ تو تصحیح کے ساتھ ہی انکساری کا نسخہ بھی دے دیا اور تکبر سے بچنے کی راہ بھی دکھا دی۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ تکبر کے ساتھ جو تصحیح کرتا ہے اس نے تکبر کیا ہے ورنہ تصحیح اپنی ذات میں کوئی برا فعل نہیں۔ ہمیں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ ہم کسی بھائی کی درستی کریں تو نعوذ باللہ وہ تکبر ہوگا۔ کس انداز میں درستی کرتے ہیں۔ یہ ہے جو فیصلہ کن بات ہے کہ کوئی انسان متکبر ثابت ہوتا ہے یا عاجز ثابت ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی انسان کی تصحیح کی طرف آپ توجہ کرتے ہیں اور استغفار بھی کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ غلطی اس سے ہوئی ہے کل مجھ سے بھی ہوئی تھی۔ میں اس بات کا اہل بھی ہوں کہ نہیں کہ اس کی تصحیح کر سکوں۔ ایک یہ رجحان ہے۔ ایک یہ ہے کہ میں نے پکڑ لیا اس کو، یہ بڑا بنا پھرتا تھا اپنا یا جماعت کا عہدیدار یا فلاں یا فلاں شخص۔ اب میں اس کو بتاتا ہوں کہ یہ کیا چیز ہے۔ تو ان دونوں باتوں میں، دونوں رجحانات میں زمین آسمان کا فرق ہے حالانکہ امر واقعہ یہی رہتا ہے۔ ایک غلطی سرزد ہوئی ہے۔ وہ برحق ہے۔

پس یہ ہیں وہ باریک راہیں جن پر چل کر آپ پہلے اپنے تکبر کو مٹائیں کیونکہ متکبر خدا کی راہوں میں داخل نہیں ہوتا۔ متکبر کو رفعتوں کے آسمان نصیب نہیں ہوتے۔ یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ اس فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

"۔۔۔۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔

(نزول المسیح ص۲۴-۲۵)

پھر آپ فرماتے ہیں :۔

"یاد رہے کہ تکبر کو جھوٹ لازم پڑا ہوا ہے۔ بلکہ نہایت پلید جھوٹ

وہ ہے جو تکبر کے ساتھ مل کر ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جلشانہ متکبر کا سب سے پہلے سر توڑتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۹)

تکبر کا جھوٹ کے ساتھ جو رشتہ ہے

یہ ایک بہت ہی حیرت انگیز مضمون ہے جس کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لب کشائی فرمائی ہے۔ اور اس پر غور کرنا چاہئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ جب غور کرکے تجزیہ کریں گے تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کس طرح تکبر اور جھوٹ کا چولی دامن کا ساتھ رہتا ہے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"تکبر ایسی بلا ہے کہ انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ یاد رکھو تکبر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنادیتا ہے۔ جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دور نہ ہو قبول حق و فیضان الوہیت ہرگز نہیں پاسکتا......"

یہ فقرہ غور کے لائق ہے کہ تکبر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنادیتا ہے۔ آپ غور کریں تو شیطان بنا ہی تکبر سے تھا۔ اس کا آغاز ہی تکبر سے ہوا اور اس کا انجام شیطانیت پر تکبر کے نتیجہ میں ہوا پس شیطان ہی سے تکبر آتا ہے اور بالآخر انسان کو شیطان بنادیتا ہے۔

"...... جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دور نہ ہو قبول حق و فیضان الوہیت ہرگز نہیں پاسکتا کیونکہ یہ تکبر اس کی راہ میں روک ہوجاتا ہے۔ پس کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر تکبر انہی باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک انسان اپنے آپ کو ان گھمنڈوں سے پاک وصاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ اللہ جلشانہ کے نزدیک برگزیدہ ہرگز نہیں ہوسکتا......"

(تقریریں صفحہ ۹)

قرآن کریم نے جہاں تکبر کا بکثرت ذکر فرمایا ہے۔ ان آیات پر اگر آپ غور کریں تو تکبر کی بہت سی باریک راہوں پر آپ اطلاع پاسکتے ہیں کیونکہ قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے کہ بظاہر ایک ہی مضمون بار بار دہراتا ہے لیکن جب آپ سیاق وسباق پر غور کریں اور آیات میں معمولی تبدیلیوں پر غور کریں تو تب آپ کو یہ سمجھ آتی ہے کہ ایک ہی مضمون نہیں ہے بلکہ ایک مضمون کی مختلف شاخوں پر بحث ہورہی ہے اور مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے ایک مضمون کو زیادہ روشن اور واضح کرکے دکھایا جارہا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں سے جو دو وقت کی رعایت سے میں نے آج چنی ہیں۔ ایک دو اور ہیں۔ شاید بعد میں ان کا ذکر آجائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ
بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا ۚ
وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ۚ
وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِکَ
بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف۔ آیت ۱۴۷)

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ میں ان لوگوں کے منہ اپنے نشانات سے اور اپنی آیات سے پھیردوں گا جو زمین میں تکبر کرتے ہیں اور ان کو اس بات کا کوئی حق نہیں۔ پس سب سے بڑا نقصان متکبر کا یہ ہے کہ وہ ان نشانات کو جو قدرت میں ہر طرف پھیلے پڑے ہیں، ان کو دیکھ کر ان سے استفادہ نہیں کرسکتا اور ان کو سمجھ نہیں سکتا۔ وہ اپنی آنکھیں ان کو دیکھتے ہوئے پھیر لیتا ہے۔ پس ایک دنیادار کا قانون قدرت کا مطالعہ اسی وجہ سے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیتا کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ میری ذاتی عظمت ہے کہ میں نے یہ باتیں معلوم کی ہیں۔ ہر دریافت کے نتیجے میں اس کی انا بلند تر ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو میں نے دنیا کو یہ دولت دی ہے کہ میں یہ راز سمجھ گیا ہوں۔

حالانکہ اگر عرفان تکبر نہ ہوتا تو ہر مطالعہ اس کو اور زیادہ عاجز کرتا چلا جاتا ہے۔ پس سائنس کی دنیا میں بھی ہمیں ایسے عاجز بندے دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے جتنا زیادہ خدا کے رازوں پر سے پردے اٹھانے کی سعادت پائی اتنا ہی زیادہ وہ عاجز اور منکسر مزاج ہوتے چلے گئے۔ نیوٹن کا وہ فقرہ آج تک دنیا کے لٹریچر میں بارہا QUOTE کیا جاتا ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنی آخری عمر میں کہا کہ دنیا یہ سمجھتی ہے کہ میں نے بہت کچھ دریافت کرلیا۔ بہت سے علوم پر سے پردے اٹھائے۔ ایک نیا جہان زاویہ نگاہ کا تمہیں بخشا ہے لیکن میں جب اپنے اوپر غور کرتا ہوں اور اپنی علمی حالت کا جائزہ لیتا ہوں تو اس بچے کی طرح اپنے آپ کو پاتا ہوں جو علم کے سمندر کے کنارے سے گھونگھوں کی تلاش میں پھر رہا ہو اور کوئی گھونگھا اٹھاتا ہے اور کان سے لگا کر سنتا ہے کہ دیکھیں اس کے اندر کیا چیز ہے۔

جبکہ ابھی وہ سمندر میں داخل ہی نہیں ہوا۔

پہلا قدم بھی اس نے نہیں رکھا۔

پس قانون قدرت نے اپنے جو راز خود باہر پھینک دیئے ہیں ان پر نظر کرنے والا سائنس دان اگر متکبر ہو تو وہ کسی رنگ میں بھی خدا کے وصل کا فیض نہیں پاسکتا لیکن اگر اس میں عجز ہو تو اس کی توجہ اس طرف مبذول ہوتی ہے کہ کس حد تک وہ خدا کو پالے؟ یہ دوسری باتیں ہیں جو اثر انداز ہوتی ہیں لیکن کم سے کم اس کے لئے ایک راہ کھل جاتی ہے۔ وہ چاہے تو اس راہ پر آگے قدم بڑھا سکتا ہے پس اس مضمون کو جب ہم روحانی دنیا میں دیکھتے ہیں تو تمام وہ لوگ جو تکبر رکھتے ہیں وہ ہمیشہ نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے نبوت کا سب سے زیادہ شدت سے انکار ہوا ہے۔ یہ وہم کہ یہ کوئی نیا رجحان پیدا ہوا ہے اور اس رجحان کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا،

اس کے بعد سے ختم نبوت کا تصور پیدا ہوا ہے۔ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یوسف کو بھی تم نے بڑے دکھ دیئے تھے پہلے تو قبول نہیں کرتے تھے لیکن جب قبول کرلیا اور وہ ہلاک ہوگیا وہ چلا گیا تو پھر تم نے یہ عقیدہ بنالیا کہ اب اس کے بعد خدا اور کسی کو نہیں بھیجے گا۔ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ نبوت کا انکار ہمیشہ ہوا ہے اور اس کی راہ میں تکبر حائل ہوا کرتا ہے۔ اس مضمون کو یہ آیت کھول رہی ہے۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں ان کے سامنے میرے نشان کھلے آتے ہیں۔ لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے ہیں ان کے منہ پھیر دیتا ہوں ہیں ان کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ وہ ان نشانات کی راہوں سے مجھ تک رسائی پائیں۔ پھر فرمایا وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا۔ قرآن کریم میں اسی مضمون کو ایک اور جگہ بیان فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا یُشْعِرُکُمْ ۙ اَنَّھَا اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ

(سورۃ الانعام: آیت ۱۱۰)

کہ خدا کے ہاں تو بے شمار راہیں ہیں جو آیات کی صورت میں بکھری پڑی ہیں لیکن تمہیں کیا سمجھائیں۔ کس طرح ہم تمہیں عقل دیں کہ جب وہ نشانات ظاہر ہوں گے تم نہیں دیکھ سکو گے۔ تم پھر بھی انکار کرتے چلے جاؤ گے۔ پھر ہوا کیا ہے؟ یہ آیت جس پر ہم غور کررہے ہیں یہ بتاتی ہے کہ ہم کسی مرحلہ ہے۔ کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا۔ وہ دیکھیں گے ہر قسم کے نشان لَا یُؤْمِنُوْا بِھَا۔ لیکن بدنصیبوں کو یہ توفیق نہیں ملے گی کہ ان آیات سے فائدہ اٹھا کر ایمان حاصل کرلیں۔ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ۚ ہر بھلائی کی راہ دیکھ کر اس سے ان کے قدم رک جائیں گے وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا۔ اور جب وہ ٹیڑھی اور کج راہیں دیکھیں گے تو ان پر آگے قدم بڑھائیں گے اور تیزی کے ساتھ ان کو قبول کریں گے۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا

وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِيْن ۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے نشانوں کا انکار کر دیا ہے وَکَانُوا عَنْهَا غَافِلِیْن اور وہ اس سے غفلت کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس متکبر قوموں کے لئے کچھ بھی بھلائی باقی نہیں رہتی اور اُن کی یہ پہچان بن جاتی ہے کہ وہ عقل کی بات دیکھ کر اس سے رُک جاتے ہیں اور غلط اور کج بات دیکھ کر اس میں آگے بڑھنا شروع کر دیتے ہیں پس ایسی قومیں دن بدن اپنی

اخلاقی سیاسی معاشی تمدنی اقتصادی ہر پہلو سے انحطاط پذیر ہو جاتی ہیں

کیونکہ تکبر کے نتیجے میں جب وہ خدا کے عرفان سے غافل رہ جاتے ہیں یا حجاب پیدا ہو جاتا ہے تو چونکہ نور دراصل اللہ ہی کا نور ہے اس لئے ان کی عقلوں میں دوسرے نور کو پہچاننے کی بھی استطاعت باقی نہیں رہتی۔ پھر فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ (سورۃ الاعراف۔ آیت ۲۰۷) اس کے برعکس وہ لوگ جو تیرے رب کے حضور ہیں لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ۔ وہ خدا کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ ۔ اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کے حضور سجدوں میں پڑے رہتے ہیں۔ پس یہ جو سجدہ ہے۔ یہ روح کا سجدہ ہے۔ رحجان کا سجدہ ہے۔ یہ اپنے تعلقات کا ایک سجدہ ہے جو عارضی طور پر اختیار نہیں کیا جاتا کہ سجدہ کیا اور پھر سجدے سے الگ ہو گئے یہ وہ

دائمی سجدہ

ہے جس میں ایک غیر متکبّر اور عاجز بندہ خدا کے حضور پڑا رہتا ہے۔ اسی لئے اس آیت نے بڑے ہی حسین انداز میں خدا کے حضور ان کی حاضری کا مضمون بیان فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم) وہ لوگ جو تیرے رب کے حضور رہتے ہیں۔ ہر وقت خدا کی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں ان کی یہ کیفیت ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ پس لقاء جو ہے وہ رب کے حضور رہنا ہی تو ہے۔

لقاء کے مضمون کو سمجھنے کیلئے عجز کا مضمون سمجھنا پڑتا ہے

اور اس کے برعکس تکبر کا مضمون سمجھنا چاہیئے۔ عجز کی ہر راہ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور تکبر کی ہر شکل سے نجات حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے توفیق کے بغیر انسان اپنے نفس کے تکبر سے آگاہ ہی نہیں ہو سکتا۔ جب اس کو علم ہی نہیں ہوگا کہ مجھ میں کسی رنگ کا تکبر پایا جاتا ہے تو کیسے وہ اس تکبر سے بچ کر وصل کی راہ تلاش کر سکتا ہے۔ قرآن کریم نے جو فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۃ العنکبوت۔ ۷۰) وہ لوگ جو ہماری راہوں پر قدم بڑھاتے ہیں۔ ہماری خاطر مختلف راہوں سے چل کے آتے ہیں۔ ہم اُن کو اپنی راہ کی ہدایت دیتے ہیں۔ ہم اُن کو اپنی ذات کی طرف چلے آنے کی توفیق عطا کرتے ہیں لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ یہ مضمون حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے کلام میں ایک عرفانی دعا کے رنگ میں یا بے اختیار خواہش کے رنگ میں پایا جاتا ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں ؎

تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

کیسی

بے اختیار عشق کی آواز

ہے۔ اے میرے آقا! میں جانتا ہوں کہ بہت سی راہیں ہیں لیکن اتنی راہیں کہ دل ایک طرح EXCITEMENT کی وجہ سے مرتعش ہو گیا ہے۔ اس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا ہے کس کو پکڑوں میں۔ اسی کو اُس کو۔ کن کن راہوں سے تیرے حضور حاضر ہوں۔ یہ جو عشق کی بے اختیار آواز ہے اس کے پیچھے ایک بہت گہری تڑپ پائی جاتی ہے۔ کوئی انسان جسے ادنیٰ سا بھی نفسیات کا شعور ہو، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کو سننے کے بعد آپ کے متعلق یہ وہم بھی نہیں کر سکتا کہ یہ شخص نعوذ باللہ جھوٹا، خدا پر جھوٹ بولنے والا شخص ہے۔ یہ بے قرار تڑپ گہری سچائی کے نتیجے میں نصیب ہوتی ہے اور گہرے عشق کے نتیجے میں نصیب ہوتی ہے۔ اس کو آپ جتنی دفعہ پڑھیں، آپ پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کی اُس تڑپ کا تصور نہیں باندھ سکتے کیونکہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ تجربہ ضروری ہے۔ فرماتے ہیں۔

تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

وہ شخص جس کی ساری زندگی خدمت میں وقف ہو جس کی ہر راہ خدا کی طرف جانے والی ہو۔ اُس کے دل کا یہ حال ہے کہ تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں۔ اس کو عجز کہتے ہیں۔

حقیقی عجز

یہ ہے۔ فرماتے ہیں :۔

محبت ہے کہ جس سے کھنچا جاؤں — خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں — وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں — یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ (درثمین اردو)

پس یہ جو عجز کا مضمون ہے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام نے عشق سے باندھ دیا ہے اور تمام راہوں کا خلاصہ جو خدا کی طرف لیکر جاتی ہیں ان چند شعروں میں بیان کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سچے عجز کی راہ سچی محبت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ اور یہی وہ عجز کی راہ ہے جس کی تلاش میں ہمیں سرگرداں رہنا چاہیئے جس کے لئے ہمیں اس رمضان میں خصوصیت سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ ہمیں سچا عجز نصیب ہو۔ اور تکبر کا ہر پہلو ہمارے وجود میں سے ملیا میٹ ہو جائے اور ہماری روحیں خدا کے حضور اس طرح بچھ جائیں جس طرح روح بعض دفعہ خدا کے حضور اس محبت میں بچھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح ہمارا سارا وجود خدا کیلئے ہمیشہ بچھ جائے اور یہ وہی مضمون ہے جسے مستقل سجدے کے مضمون کے طور پر قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔

جہاں تک راہوں کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ عجز کی راہ کہنے کو تو آسان لفظ ہے مگر اسے سمجھنا مشکل کام ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب تک عارف باللہ عاجز سے عجز کا مضمون سمجھا نہ جائے اُس وقت تک انسان کو یہ راہ نصیب نہیں ہو سکتی۔ مختلف راہوں میں جو سب سے بنیادی راہ ہے وہ عجز کی ہے لیکن اس کا عرفان انبیاء سے حاصل ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ تبھی قرآن کریم انبیاء کو وسیلے کے طور پر پیش کرتا ہے یعنی یوں کہنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو ایک وسیلے کے طور پر پیش فرمایا ہے اور تمام دوسرے انبیاء بھی اپنے اپنے وقتوں میں اپنے وسیلہ ہونے کا مضمون اپنے متبعین کے سامنے رکھتے ہیں۔ پس جو راہیں انبیاء اختیار کرتے ہیں ان راہوں سے گذر کر خدا ملے گا۔ اور انبیاء نے ہمیشہ عجز کی راہوں سے خدا کو پایا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جسے آپ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ عرض کیا کہ ”تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں“ تو جواباً اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ۔ مجھے تیری عاجزانہ راہیں پسند آئیں۔ کیا پیارا جواب ہے۔ جس طرح تو نے اپنے عشق کا اظہار کیا ہے جس عاجزی کے ساتھ تو میرے حضور بچھ گیا ہے یہی تو راہ ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ یہی تو راہ ہے جو مجھ تک پہنچاتی ہے۔ پس تیرے سوال میں ہی تیری بات کا جواب موجود ہے۔ تو کہتا ہے۔ اے میرے مولا! تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں۔ میں بتاتا ہوں کہ یہی راہیں جو مجھے پسند ہیں۔ انہیں راہوں پر چلتا رہ۔ یہ تیری عاجزانہ راہیں ہیں جو مجھے پسند آئی ہیں۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو بھی جب وسیلہ فرمایا گیا تو ہم اس مضمون پر غور کرتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ وسیلہ کہنے کے باوجود جب خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ جو محمد کی راہ ہے اس راہ سے مجھ تک آؤ۔ اس راستے سے مجھ تک پہنچو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے متعلق کیا سوچتے ہیں اور کیا طریق عمل اختیار فرماتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے یا اُن لوگوں کو جنہوں نے اذان کے بعد کی دعا سنی ہوئی ہے، وہ کم سے کم جانتے ہیں کہ اس دعا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم

نہیں سکھایا کہ تم میرے لئے بھی دعا کیا کرو اور یہ دعا کیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔

کہ اے ہمارے آقا! تو ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وسیلہ عطا کر اور فضیلت عطا کر اور وہ درجہ رفیعہ عطا فرما اور وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔

اب جسے وسیلہ بنایا گیا ہے اس کے عجز کا یہ عالم ہے کہ جن لوگوں کے لئے وسیلہ ہے اُن سے کہتا ہے کہ میرے لئے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مجھے واقعی وسیلہ بنا دے۔

اِس سے زیادہ عجز کا مقام متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

خدا کا قطعی وعدہ ہے کہ ہم تجھے مقام محمود ضرور عطا کریں گے اور خدا کا یہ وعدہ سننے کے بعد، جاننے کے باوجود کہ میرے حق میں یہ وعدہ ہے پھر وہ اپنے غلاموں کو نصیحت کرتا ہے کہ میرے لئے دعا کیا کرو کہ خدا واقعی مجھے مقام محمود عطا کرے۔ پس نبوت کی کنہ کو سمجھنے کے لئے عجز کے مقام کو سمجھنا چاہیئے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میرے ایمان کے مطابق تمام بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ عاجز بندے تھے اور یہ جو دعا ہے اس قسم کی دعا آپ کو دنیا کے کسی اور نبی نے نہیں سکھائی۔ مذاہب کے مطالعہ میں کم سے کم میرے علم میں ایسی کوئی دعا نظر نہیں آتی۔ حالانکہ دوسروں کو بھی وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مسیحؑ کا یہ قول ہمیں ملتا ہے کہ

"راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔"

لیکن ایسی کوئی دعا نہیں ملتی جس میں اپنے غلاموں کو انہوں نے نصیحت کی ہو کہ میرے لئے دعا کیا کرو کہ جو وسیلہ خدا نے مجھے بنایا ہے اور جو راہ بنایا ہے وہ واقعۃً اپنے تمام تر معانی کے ساتھ مجھے نصیب ہو جائے۔ پس وسیلہ ہونا اپنی ذات میں ایک بڑا گہرا مضمون ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے تعلق قائم کئے بغیر یہ وسیلہ نہیں نصیب ہو سکتا۔ اور یہ تعلق جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنے رب سے عاجزانہ تھا، اسی طرح آپؐ کی اُمت کا فرض ہے اور اس کے بغیر راہ کوئی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے اپنے تعلق کو عاجزانہ بنا دے اور اپنے وجود کو آنحضورؐ کے وجود کے سامنے بچھا دے گویا کہ کلیۃً آپؐ کی بادشاہی کو قبول کر لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی وسیلہ کے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا کَرْدَافَۃٍ
وَبِہِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّۃِ السُّلْطَانِ

خدا کی قسم! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو خدا تعالیٰ کے وزیر اعظم ہیں۔ وَبِہِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّۃِ السُّلْطَانِ اُس بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ کی چوکھٹ پر اُس وزیر اعظم کے وسیلے سے پہنچا جائے گا۔ اگر وزیر اعظم کی طرف سے حکم نصیب نہ ہو، اجازت نامہ نصیب نہ ہو تو کون ہے جو بادشاہ کی چوکھٹ تک پہنچتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ایک تعلق لازمی ہے اور وہ تعلق اسی طرح عاجزانہ ہونا چاہیئے جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا تعلق عاجزانہ تھا۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا بندوں سے بھی ایک عاجزانہ تعلق تھا اور اس مضمون کو سمجھیں گے تو پھر آپ کے وسیلے ہونے کا مضمون زیادہ سمجھ آ جائے گا۔ اپنے غلاموں کو دعا کے لئے کہنا۔ اُن باتوں میں دعا کے لئے کہنا جن کے حتمی طور پر فیصلہ شدہ ہونا معلوم ہو چکا تھا۔ یہ اپنے غلاموں کے سامنے ایک عاجزانہ تعلق کا اظہار ہے۔ حضرت عمرؓ کو ایک موقعہ پر کہا۔

بھائی! میرے لئے دعا کرنا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خدا تعالیٰ سے جو عاجزانہ تعلق تھا اس کے ساتھ بنی نوع انسان کے ساتھ بھی ایک عاجزانہ تعلق تھا اور غریبوں سے ایک گہرا تعلق تھا۔ پس محض ایک رسمی عشق کا اظہار کافی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اگر وسیلہ بنیں گے تو اُن لوگوں کے لئے بنیں گے جو آپ کے وسیلہ ہونے کے مضمون کو سمجھتے ہیں اور اُن راہوں سے آپ کے پاس پہنچتے ہیں جو راہیں آپ نے خود ہمیں دکھائی ہیں۔ اُن میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عاجزانہ راہیں ہیں جو ہر سمت میں عاجزی کے ساتھ ملتی ہیں۔ بنی نوع انسان سے بھی عاجزانہ تعلق ہے اور خدا سے بھی عاجزانہ تعلق ہے اور جہاں تک خدا کے غریب بندوں کا تعلق ہے اُن میں اُتر کر دراصل آپ نے خدا کو پایا ہے۔ خدا کے مصیبت زدہ بندوں کی راہ سے آپ نے خدا کے وجود کو پایا ہے۔ اس بات کا قطعی ثبوت اس واقعہ میں ملتا ہے جو نبوت کے حصول کے معاً بعد پیش آیا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جب نبوت کے مقام پر فائز فرمایا گیا اور پہلی وحی نازل ہوئی تو جب آپ بہت سخت خوفزدہ حالت میں کہ یہ کیا واقعہ مجھ سے گزر گیا ہے۔ گھر واپس لوٹے اور اس قدر گہرا اثر اس واقعہ کا تھا کہ آپ شدت سے کانپ رہے تھے اور سخت سردی محسوس کر رہے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو چادریں اوڑھائیں یا لحاف ڈالے، جس قسم کی بھی اس وقت صورت تھی تن ڈھانپنے کی۔ اس کے بعد آپ کے خوف دور کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ آپ کے ساتھ خدا کا جو سلوک ہے وہ محض آپ کا وہم نہیں۔ یہ کوئی اور واقعہ نہیں ہو رہا بلکہ اس کی ایک ٹھوس وجہ موجود ہے جس قسم کے آپ ہیں اُن سے خدا ایسے ہی سلوک کیا کرتا ہے یعنی آپ کو جو نبوت عطا ہوئی ہے یہ تو بہر حال وہبی ہی ہے لیکن آپ یہ عرض کر رہی تھیں آنحضورؐ کی خدمت میں کہ آپؐ کے اندر وہ صفات موجود ہیں جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور پھر ایسے بندوں کو نبوت عطا کرتا ہے۔ وہ صفات کیا ہیں؟ عرض کیا۔

"اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ۔"

(بخاری۔ کتاب الوحی۔ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہؐ)

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا۔ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! خدا تجھ جیسوں کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ کسی قسم کا خوف نہ کھائیے۔ آپ وہ نہیں ہیں جو ضائع کر دئے جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر آپ ضائع کر دیئے جائیں تو دنیا سے تمام نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی۔ پھر غریبوں، مجبوروں، یتیموں، بے سہاروں کا پوچھنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ

تو وہ شخص ہے جس نے رشتوں کے احترام قائم کر دیئے

ہیں، جس نے بہن کو بھائی سے محبت کرنی سکھا دی ہے، بیٹوں کو ماں کی عظمت بتائی، ماں باپ کو اپنے بیٹوں سے تعلق سمجھایا۔ سارے رشتے جو ادب اور احترام اور پیار اور محبت کے تقاضے کرتے ہیں، وہ آپ نے قائم کئے ہیں۔ حالانکہ ابھی نبوت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ۔ وہ خدا کے بندے جن کی کمریں بوجھوں سے ٹوٹ رہی تھیں، کوئی اُن کا بوجھ اُٹھانے والا نہیں تھا۔ تَحْمِلُ الْکَلَّ۔ تیری عادت بن چکی ہے۔ تو آگے بڑھتا ہے اور ایسے مظلوموں کے بوجھ اُٹھا لیتا ہے وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ۔ اور وہ تمام اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے تھے اُن میں سے ایک، ایک کو تو اپنی روزانہ کی زندگی میں زندہ کرتا چلا

جارہا ہے۔ وَتَقْرِی الضَّیْفَ۔ تُو بے حد مہمان نواز ہے۔ اور مہمانوں کے ساتھ بہت ہی حسنِ سلوک کرنے والا ہے۔ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ۔ اور آسمان سے جو بلائیں نازل ہوتی ہیں بنی نوعِ انسان پر، تُو آگے بڑھتا ہے اور اُن بلاؤں میں اُن کے ہاتھ بٹاتا ہے اور اُن کے دُکھ بانٹتا ہے۔

پس دیکھیں! وسیلہ جس کو بنایا گیا ہے خود وہ خدا تک کن راہوں سے پہنچا تھا۔ وسیلہ بنا کیسے؟

وسیلہ بنا ہے خدا کے بندوں کے ساتھ تعلق قائم کرکے۔

تب اُس نے خدا کو پایا ہے۔ یہ وہ راہیں ہیں جن راہوں سے خدا کا وصال اُنہیں نصیب ہوا اور ایسا وصال نصیب ہوا کہ ہمیشہ کے لئے اس کو دنیا کے لئے وسیلہ بنا دیا گیا۔ پس خدا سے تعلق اور بندوں سے روگردانی خدا کی محبت اور خدا کے پیار کی جستجو اور بندوں سے بے مہر ہو جانا اور اپنی محبتیں اُن پر سرد کر دینا۔ یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ یہ کبھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ پس اس رمضان مبارک میں یہ بھی یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رمضان مبارک میں اس طرح خیرات کیا کرتے تھے۔ اس طرح غریبوں کے دُکھ بانٹا کرتے اور اُن کے لئے آسائشیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ تو بادِ صبا کی طرح ہمیشہ ایک چلنے والے فیض پھیلانے والے وجود تھے۔ ہمیشہ ہی چلا کرتے تھے۔ لیکن رمضان کے دنوں میں تو یوں لگتا تھا جیسے یہ بادِ صبا آندھی بن گئی ہے۔ اس کثرت سے آپ فیض پھیلاتے تھے پس میں نے جو جماعت کو پہلے بھی ایک دفعہ توجہ دلائی تھی کہ

اپنی عیدوں میں بھی غریبوں کو شامل کریں۔

میں اس ضمن میں اس کی یاد دہانی بھی کرواتا ہوں۔ اس رمضان مبارک میں اپنے نفوس کا جائزہ لیجئے اور دیکھیں کہ آپ کا کس حد تک اللہ کے بندوں سے تعلق ہے۔ خدا کے بندوں کے لئے اپنے وجود کو جھکائیے اور پھر دیکھیں کہ کس طرح خدا کی رحمت آپ کی طرف جھکتی ہے آپ خود آسمانوں کی طرف نہیں اٹھ سکتے۔ ہاں آسمانوں والا اگر جھک کر آپ کو اُٹھالے تو پھر آپ اٹھائے جائیں گے۔ اس مضمون کو سمجھنے کے بعد اگر بنی نوعِ انسان کے تعلقات میں آپ وہ حُسن پیدا کریں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلقات میں تھا۔ جس نے آپ کو رفعتیں عطا کیں۔ جس نے آپ کو وسیلہ بنا دیا۔ تو پھر آپ لقاء کی ایک توقع رکھنے کے حقدار بن جائیں گے۔ پھر خدا بہتر جانتا ہے کہ کس حد تک آپ اس کی نگاہ میں حقدار ہیں کہ نہیں۔ لیکن کم سے کم اپنی نظر میں تو آپ ایک معقول طریق پہ سوچ سکتے ہیں کہ ہاں میں بھی شاید لقاء والوں میں داخل کر لیا جاؤں لیکن اس کے بغیر نہیں۔ اس کے بغیر یہ محض کہانیاں ہیں۔ محض خیالی باتیں ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑی محبت ہے۔ بڑا عشق ہے۔ لیکن جب راہیں اختیار کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ راہیں اختیار نہیں کی جاتیں۔ میں نے بارہا نصیحتیں کی ہیں کہ

اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں۔

اپنے روزمرہ کے تعلقات میں سوچیں کہ صلہ رحمی کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ کس طرح میں نے بار بار آپ کو سمجھایا ہے کہ ساسوں کو چاہیئے کہ دوسروں کی بیٹیاں جب اپنا گھر چھوڑ کر اُن کے گھروں میں آجاتی ہیں تو وہ اُن پہ رحم کیا کریں۔ اپنی بیٹیاں سمجھا کریں اور بہوؤں کو سمجھایا ہے کہ تم اپنے دوسرے گھروں میں جا کر اپنی ماں کی طرح سلوک کیا کرو۔ لیکن اس کے باوجود لوگ سنتے ہیں اور شاید دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں یا سنتے ہی نہیں اور محض ظاہری طور پر کانوں کے پردے مرتعش ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ شکایتیں پھر بھی آتی رہتی ہیں۔ بڑے بڑے تکلیف دہ خط بعض بچیوں کے ملتے ہیں کہ ہم گئیں۔ ہماری جو نسبتی بہنیں ہیں وہ اس طرح سلوک کرتی ہیں گویا کہ میں نے اُن کے بھائی پر ڈاکہ ڈالا ہوا ہے اور وہ جب تک مجھے ذلیل و رسوا نہ کر دیں کہ یہ ہمارا زیادہ ہے اور تمہارا کم ہے اس وقت تک اُن کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ ساسیں ہیں جو ہر وقت میرے خاوند کے کان بھرتی رہتی ہیں یا ہمارے خاوندوں کے۔ کئی خطوط اس قسم کے ملتے ہیں کہ جب تک تم اس کو رسوا کر کے ذلیل کر کے میرے سامنے جھکاؤ نہیں تم میرے بیٹے نہیں اور اس میں یہ نقص ہے اور اس میں وہ نقص ہے۔ اس کے برعکس دوسری طرف سے بھی شکایتیں ملتی ہیں تو وہ راہیں کون سی تھیں جن راہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کو پایا۔ ان میں سے ایک راہ صلہ رحمی کی راہ تھی۔ اپنے خاندانی تعلقات کو درست کیا اور کوئی رشتے دار آپ کا انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کہ کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اس کو کسی قسم کی جائز شکایت پہنچی ہو۔ پھر دوسروں کے بوجھ اٹھاتا ہیں۔ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ۔ مٹے ہوئے اخلاق کو زندہ کرنا ہے نہ کہ زندہ اخلاق کو مٹا دینا ہے۔ آج دنیا میں احمدیت اور غیر احمدیت کا یہ فرق ہے جو ظاہر ہونا چاہیئے۔ کروڑہا انسان ایسے ہیں جو آج اُن اخلاق کو جو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے پائے، مٹانے کے در پے ہیں اور اس طرح ملیا میٹ کر رہے ہیں کہ دیکھتے دیکھتے ہماری گلیوں، ہمارے شہروں، کوچوں، ہمارے گھروں کے چہروں سے وہ اخلاق مٹتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ بد اخلاقی سیاہی کی صورت میں آپ کو دیواروں پر دکھائی دے گی۔ ہر قسم کے گندے کلمات وہاں لکھے ہوئے دکھائی دیں گے۔ ہر قسم کی گندی تصویریں وہاں دکھائی دیں گی۔ لیکن یہ ظاہری تصویریں نہیں ہیں۔

یہ دلوں کی تصویریں ہیں جو اُچھل اُچھل کر باہر نکل رہی ہیں۔

اخلاق معدوم ہو رہے ہیں۔ پس احمدی اگر اخلاق کو قائم نہیں کریں گے تو کیسے خدا کو پائیں گے۔ ایک ایسا شخص جو اپنی بدخلقی سے باز نہیں آتا۔ گندی زبان استعمال کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنے کمائی سے حقارت سے پیش آتا ہے۔ اپنے بیوی بچوں سے ظلم کا سلوک کرتا ہے اور تلخی سے اُن سے باتیں کرتا ہے۔ خیال نہیں کرتا کہ اُن کے بھی دل ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے بھی احساسات اور جذبات ہیں۔ پھر وہ باتیں لقاء کی کر رہا ہو۔ یہ باتیں کرے کہ رمضان مبارک میں اے میرے خدا! مجھے اپنا لقاء نصیب کر دے، جسے ان کا لقاء نصیب نہیں جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اُسے خدا کا لقاء کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ پس جو ساتھ ہیں اُن کا عرفان حاصل کریں۔ ان کا لقاء حاصل کریں پھر یاد رکھیں کہ یہ وہی راہ ہے جس راہ پر چل کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے ربّ کو پایا تھا۔

یہ ہے وسیلہ ہونے کا مضمون۔

اس کو سمجھیں گے تو وہ آپ کے لئے وسیلہ بنیں گے۔ اگر نہیں سمجھیں گے تو محض لینے سے اور محض زبان سے درود پڑھنے سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کے لئے وسیلہ نہیں بن سکیں۔ تَقْرِی الضَّیْفَ۔ یہ وہ مضمون ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں نسبتاً بہتر حالت میں پایا جاتا ہے۔ اکرام ضیف کا جہاں تک تعلق ہے بسا اوقات یہ اطلاعیں ملتی ہیں اور کثرت سے کہ اس طرح احمدیوں نے ہماری مہمان نوازیاں کی ہیں کہ عقل دنگ رہ گئی ہے۔ اس لئے اس مضمون کو میں چھوڑتا ہوں۔

یہ صرف کہوں گا کہ دعا کیا کریں کہ یہ خوبی جو ہم نے لنگر خانوں سے سیکھی ہے جو قادیان میں آنے والوں سے سیکھی اور قادیان میں میزبانوں سے سیکھی یہ خدا ہمیشہ ہم میں جاری اور زندہ رکھے اور کبھی کسی اس خوبی کو رخصت نہ دے۔

وَتَعَیَّنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ ۔ اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کو جن کا بس نہیں چلتا کوئی ایسی مصیبت، آفت پڑ جاتی ہے کہ وہ گر جاتے ہیں ان کو اٹھانے کی کوشش کیا کریں۔ پس عیدیں جہاں آپ اپنے خاندان کے ساتھ خوشیاں منائیں گے، میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو چھوڑ دیں۔ ان کا بھی اپنا حق ہے۔ ان خوشیوں کو ضرور قائم رکھیں۔ ان روایات کو زندہ رکھیں۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو کچھ وقت غرباء کے لئے بھی نکالیں کچھ نعمتیں ان کے سامنے بھی پیش کریں تاکہ وہ بھی آپ کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

اس ضمن میں میری آخری بات یہ سمجھانی چاہتا ہوں کہ خوشیوں میں شریک کرنا اَور بات ہے اور کسی کے غم میں شریک ہونا اور بات ہے۔ اور یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ بہت سے امیر ایسے ہیں اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کثرت سے ایسے ہیں جو چندوں کے علاوہ اور دینی خدمات کے علاوہ مستقل غرباء پر کچھ خرچ کرتے ہیں، صدقات کی صورت میں بھی اور ذاتی طور پر اپنے غریب رشتہ داروں کی مدد کے ذریعہ بھی۔ اس کو کہتے ہیں اپنی خوشیوں میں دوسرے کو شریک کرنا لیکن غم میں شریک ہونے والا مضمون اس سے کچھ مختلف ہے اور نفس کی اصلاح کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ جب ربوہ میں پہلی مرتبہ میں نے یہ نصیحت کی کہ اس عید میں آپ اپنی خوشیوں میں دوسروں کو شریک کریں تو ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ ان کے گھروں پہ بھی جائیں اور ان کے حالات دیکھیں۔ پہلی دفعہ ان لوگوں کو جو ہمیشہ سے نیکی کرنے والے تھے واقعۃً آنکھوں کے سامنے لوگوں کے دکھ نظر آئے۔ اس قدر متعجب ہوئے ہیں بعض لوگ کہ مجھے انہوں نے لکھا کہ ہم بتا نہیں سکتے کہ کیسا دکھ ہم نے محسوس کیا تھا۔ کیسا اپنے آپ کو گنہگار سمجھا تھا۔ جن گھروں کو ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے کبھی تحفے بھیج دیئے۔ بڑے خوش ہو گئے۔ بہت ان کی خدمت کر دی۔ جب قریب جا کر دیکھا تو کیسی ٹوٹی ہوئی حالت میں ان کے بچوں کو پایا ہے۔ کیسے دکھوں میں ان کو دیکھا ہے۔ ان کے گھروں کی حالتیں دیکھی ہیں۔ اور ہمارے اندر تو ایک انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ پس صرف خوشیوں میں شریک نہیں ہونا، غموں میں شریک ہونا ہے اور ایک عید میں نہیں بلکہ ہمیشہ آپ بنی نوع انسان کے غموں میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ اپنے محلوں سے اٹھیں اور غریبوں کی گلیوں میں جائیں۔ ان کو قریب سے دیکھیں۔ ان کے اصلاح احوال کی کوشش کریں۔ لجنات ہیں۔ ان میں خصوصیت سے وہ امیر بہنیں جو نیکی کا جذبہ رکھتی ہیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ کرتی چلی جاتی ہیں۔ کبھی وہ ایک ایسی کلب بھی بنائیں کہ غریبوں کے محلوں میں جا کر (آجکل کے لحاظ سے مناسب احتیاطوں کے ساتھ یقیناً) دیکھیں، ان کے حالات کا جائزہ لیں۔ ان سے پوچھیں کہ آپ کا بجٹ کیسے چلتا ہے۔ کیا کیا تنگیاں ہیں۔ کپڑے کیسے پہنتے ہیں۔ کیا کھاتے ہیں۔ اور پھر ان کو سمجھائیں کہ اس طرح تم اقتصاد کرو۔ یہ احتیاطیں کرو۔ یہ ضیاع نہ کرو۔ صرف یہی نہیں بلکہ پھر ان کی مدد کریں۔ ان کو بتائیں کہ اس معاملے میں آپ کے پاس غسل خانہ کوئی نہیں ہے۔ پردہ کوئی نہیں ہے۔ ٹائیلٹ کا انتظام اچھا نہیں ہے۔ بیماری کے وقت میں گھر میں ایک عذاب بن جاتا ہے۔ یہ چیزیں ضروری چیزیں ہیں۔ ان میں ہم آپ کی مدد کرتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان چیزوں میں عملاً آپ کی کچھ مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ کو یہ چیزیں بنا دیتے ہیں یا زائد مدد دے دیتے ہیں جن سے آپ کو سہولت حاصل ہو جائے۔

یہ وہ طریق ہے جس سے آپ صرف اپنی خوشیاں نہیں بانٹیں گے بلکہ لوگوں کے دکھ بھی بانٹیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی صرف خوشیاں بانٹنے میں نہیں گذری، دکھ بانٹنے میں گذری ہے اور ایسا دکھ بانٹا ہے کہ خدا نے آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اپنے آپ کو ان کے غم میں ہلاک نہ کر لینا۔ یہ وہ وسیلہ ہے جو ہمیں عطا کیا گیا ہے۔ یہ وہ عاجزانہ راہیں ہیں جو ہمیں دکھائی گئی ہیں۔ ان راہوں پر آپ چلیں تو

قرآن کے الفاظ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کو ضرور لقاء نصیب ہوگا۔

یہ وہ راہیں ہیں جو ناکام اور نامراد نہیں رکھا کرتیں۔ یہ ضرور اپنے محبوب کے در تک آپ کو پہنچا کر چھوڑیں گی۔ پس یہ رمضان نہ گذرنے دیں جب تک دعاؤں کے ذریعہ اور ان اعمال کے ذریعے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سکھائے ہیں، ہم خدا کو پا نہ لیں اور یقین نہ کر لیں کہ اس خدا کو ہم نے دیکھ لیا اور اس خدا نے ہمیں دیکھ لیا اور ہم نے اس کی لقاء کی جنت کو حاصل کر لیا ہے۔

خدا کرے یہ ابدی جنتیں ہمیں نصیب ہوں۔ اگر ہم لقاء کی جنت کو اس دنیا میں پا لیں تو دنیا کا کوئی غم ہمیں ڈرا نہیں سکتا۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ یہ وہ صاحب لقاء ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ خبردار! خدا کے اولیاء کو تم کیسے ڈرا سکو گے۔ تم کیسے ان کو دکھ پہنچا سکتے ہو۔ یہ ابدی جنتوں میں بس رہے ہیں۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ۔ کوئی خوف اب ان پر غالب نہیں آسکتا۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اور کوئی نقصان ان کو حزیں بنا کر نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ ہمیشہ یہ خدا کے ساتھ رہتے ہیں۔

مرکزی مساجد کے لئے چائے نماز کی فراہمی

مرکزی مساجد (مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک قادیان) میں جائے نماز (دریوں) کی کمی ہو گئی ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے تقریباً سو ۱۰۰ دریوں کی ضرورت ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مخیّر احباب کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے تحریک کرنے کی اجازت دی ہے ایک دری کی قیمت ایک ہزار روپے ہے۔ مخیّر احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ اپنے عطایا محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائیں۔

چونکہ جلسہ سالانہ سے قبل یہ دریاں تیار کروانی ضروری ہیں اور ان کی بُنائی کے لئے کئی ماہ پہلے آرڈر دینا ضروری ہے۔ اس لئے احباب کی خدمت میں جلد اور خصوصی توجہ کی درخواست ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ولادتیں

(۱) مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برقؔ مبلغ سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ موصوف کے بھائی مکرم سید انوار الدین احمد صاحب ایم اے بی ایڈ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۶؍۴؍۹۰ کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے حضور انور نے "قرۃ العین" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم سید صمصام الدین صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم مولوی ہارون رشید صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک کی نواسی ہے۔ -/۲۰ روپے اعانت بدر میں ادا کیئے گئے ہیں۔

(۲) مکرم محمد احسن صاحب قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ ۲۹؍۴؍۹۰ کو بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام "رافعہ" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم کی پوتی اور مکرم محمد انوار صاحب راٹھ کی نواسی ہے۔ -/۱۰ روپے اعانت بدر میں ادا کیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دو کی صحت و عمر میں برکت عطا فرمائے۔

(ادارہ)

محترمہ اُمّ الورع صاحبہ مرحومہ آف بھاگلپور کا ذکرِ خیر!

از مکرم شاہ ناصر احمد صاحب گیا (بہار)

ہماری نانی جان محترمہ اُمّ الورع صاحبہ مرحومہ بھاگلپور کے مشہور سید خاندان میں ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئی تھیں۔ آپ کے والد مرحوم سید نظیر الحق صاحب بھاگلپور میں مشہور مختار تھے اور شہر کے روٴسا میں آپ کا نام تھا۔ اس خاندان سے تعلق پیدا کرنا شہر کے اعلیٰ حکام بھی اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ اسلامی شعار کے پابند احمدی ہونے کے بعد پانچوں وقت حضرت مولانا عبد الماجد صاحب مرحوم کے گھر پر نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ کنبہ پروری، غریبوں کی ہمدردی، غمگساری، ہر خاص و عام کے کام آنا آپ کی عادات خاصہ تھیں۔ یہ تمام خوبیاں محترمہ نانی جان مرحومہ میں بھی پائی جاتی تھیں۔

۱۹۱۸ء میں نانی جان مرحومہ کی شادی بھاگلپور کے مشہور حکیم گھرانے کے فرزند محترم جناب محبوب الحسن صاحب وکیل سے ہوئی۔ ۱۹۲۰ء میں مرحومہ نے احمدیت کی تحقیق کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۲ء کے پہلے حصہ میں پھلواری شریف کے عُرس میں شرکت کی۔ وہاں شرک و بدعات میں غرق خانقاہ کے لوگوں سے کافی مایوسی ہوئی۔ مخفی طور پر مرحومہ کے بھائی سید اکرام الحق صاحب بھی احمدیت سے متاثر ہو رہے تھے۔ دونوں بہن بھائی مل کر تحقیق کرتے رہے۔ اور ۱۹۲۲ء کو مرحومہ اپنی منجھلی بہن سے مل کر بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئیں۔

نانی جان مرحومہ کا مقام اپنے خاندان میں شمع بردار کا بھی ہے۔ آپ اپنے والد اور بھائی سے پہلے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ غیر معمولی مشکلات کے باوجود احمدیت سے وابستگی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

۱۹۲۷ء میں محترم نانا جان کو کچھ مولویوں نے بہکایا کہ آپ کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ مرحومہ بہت پریشان ہوئیں دُعاؤں میں شدت پیدا کی۔ نماز تہجد کی عادت ڈالی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ابتلاء کو اس طرح ٹال دیا کہ نانا جان مرحوم نے پھلواری شریف سے فتویٰ منگوایا جو نانی جان مرحومہ کے حق میں تھا۔ اس طرح اس فتنہ کا سدِباب ہمیشہ کے لئے ہو گیا۔ ایک خاموش انقلاب یہ آیا کہ نانا جان احمدیت کا احترام کرنے لگے اور قادیان کا نام عزت سے لیتے ہوئے قادیان شریف کہا کرتے تھے۔ لیکن افسوس کہ آخر وقت تک وہ احمدی نہ ہو سکے۔

مرحومہ کی حُسنِ تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ ان کے بڑے بھائی اکرام الحق صاحب (جن کا خاندان کراچی پاکستان میں آباد ہے) بھی احمدی ہو گئے۔ چھوٹے بھائی احتشام الحق صاحب (جن کا خاندان حیدر آباد سندھ میں آباد ہے) اور چھوٹی بہن اصغری خاتون صاحبہ اہلیہ عثمان صاحب جن کا خاندان کراچی میں آباد ہے اور احمدی خاتون صاحبہ اہلیہ عبد السلام صاحب بنارس، یہ سب لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۱۹۴۶ء میں ہماری والدہ محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ کے نکاح کے موقعہ پر بعض فتنہ پرور علماء سے نانا جان متاثر ہوئے اور نکاح کو ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن ایک بار پھر نانی جان مرحومہ کی متضرعانہ دُعائیں غالب آئیں اور نانا جان نے اپنے دوستوں کے مشوروں پر محترمہ نانی جان اور ان کے بھائی اکرام الحق صاحب کی رائے کو ترجیح دی اور یہ دوسری پُشت کا پہلا نکاح احمدی گھرانے میں ہوا۔ بعدہٗ ایک اور خاموش انقلاب یہ آیا کہ نانا جان نے نانی جان کو اپنی بچیوں کے رشتے احمدی گھرانوں میں کرنے کی پوری آزادی دیدی اس شرط کے ساتھ کہ رشتے خود تلاش کرو۔ ہاں شادیاں اُنہوں نے حسبِ حیثیت پوری شان و شوکت سے کی۔ ظاہر ہے کہ اس شرط سے نانی جان مرحومہ کو کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ لیکن اس سلسلہ میں بھی مرحومہ بڑی کامیاب رہیں۔ باقی چار لڑکیوں کے نکاح بھی مخلص احمدی گھرانوں میں ہوئے۔ محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ اہلیہ چوہدری شفیق احمد صاحب مرحوم درویش قادیان۔

۲. محترمہ ... صاحبہ کا نکاح ڈاکٹر مبارک احمد صاحب صدر امیر ... کے ساتھ

۳. محترمہ نعیمہ صاحبہ کا نکاح مکرم حمید بن شریف صاحب حیدر آباد سندھ کے ساتھ اور ۴. محترمہ نسیمہ خاتون صاحبہ کا نکاح مکرم سید لئیق احمد صاحب لاہور پاکستان کے ساتھ ہوا۔

نہ صرف یہ کہ مرحومہ نے اپنی لڑکیوں کی شادیاں احمدی گھرانوں میں کیں بلکہ اُن کی اعلیٰ تربیت بھی کی۔ سلسلہ سے گہرا تعلق۔ خلیفۂ وقت کے ہر حکم پر عمل کرنا۔ سلسلہ کی کتب کا بغور مطالعہ کرنا۔ چندہ جات میں باقاعدگی جیسے اعلیٰ جذبات اُن میں اُجاگر کرنا وغیرہ۔ یہ بھی مرحومہ کی تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ مرحومہ کی زیادہ تر بچیاں موصیہ ہیں۔ نانا جان کے انتقال کے بعد ان کے دو بیٹے ڈاکٹر فخر الحسن صاحب اور ڈاکٹر منظور الحسن صاحب نے والدہ کی خدمت کا حق ادا کیا۔ انہیں برابر قادیان و ربوہ بھیجتے رہے۔ اگرچہ ہمارے یہ دونوں ماموں احمدی نہیں ہیں۔ لیکن نانی جان کی جماعتی ذمہ داریاں کو ادا کرنے میں کبھی روک نہیں بنے۔ بلکہ ہر طرح سے تعاون کرتے رہے۔

۱۷ ستمبر ۱۹۸۹ء کو مرحومہ کا انتقال ہوا۔ مرحومہ موصیہ ہیں اس لئے احمدیہ مسجد تاتار پور کے مغرب جانب مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر جماعت کے احاطہ میں امانتاً دفن کیا گیا ہے۔

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اَے دل تو جاں فدا کر

صوبہ بہار کی اس عظیم و باہمت خاتون کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کے نیک نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

ہمت کرے انساں تو کیا ہو نہیں سکتا
وہ کونسا عُقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

اِعلان

مرکزِ احمدیت قادیان میں گزشتہ چند سالوں سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیرِ اہتمام ایامِ تعطیل میں پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ مجالس ہائے بھارت اس میں شمولیت کے لئے خدام بھجوا سکتی ہیں۔ اپنی آمد سے کم از کم پندرہ روز قبل مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو اطلاع کریں۔

جو مجلس اپنا نمائندہ نہیں بھجوا سکتی ان سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر اس قسم کی کلاسوں کا انعقاد کرکے اراکین خدام الاحمدیہ کو علمی اور روحانی استفادہ کا موقع بہم پہنچا دیں۔ اور اس کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا پندرہ روزہ تربیتی کورس دفتر سے منگوا لیں۔

(مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اعلان بسلسلہ گمشدہ رسید بک

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ نظارت ہٰذا کی طرف سے مؤرخہ ۸۹-۸-۲۳ کو جماعت "جے گاؤں" کے لئے ایک عدد رسید بک نمبر ع 2091 جاری کی گئی تھی۔ مکرم مولوی عبد المؤمن صاحب راشد مبلغ جماعت جے گاؤں نے تحریر کیا ہے کہ یہ رسید بک ماہ رمضان میں جماعت "چھڑ ماری" میں گم ہو گئی ہے۔ بناء بریں اس رسید بک کو دفتری ریکارڈ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس رسید بک کو منسوخ سمجھا جائے۔ اور اس پر کسی قسم کے جماعتی چندہ کی ادائیگی نہ کی جائے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

حیدرآباد کی تاریخ میں پہلی مرتبہ (۱۲۵) زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی عظیم الشان نمائش

جماعت احمدیہ کی طرف سے رہنمائے دکن اور روزنامہ سیاست جو اُردو کے کثیر الاشاعت مسلم اخبار ہیں ہر دو میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ اور حضرت مرزا طاہر احمد موجودہ امام جماعت احمدیہ کے فوٹوز کے ساتھ اشتہارات دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں عجیب قسم کے خیالات اُبھر رہے ہیں کہ اِن اشتہارات میں قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم جو جماعت احمدیہ نے کئے ہیں۔ نیز مساجد ہسپتال اور کالجز جو اسی جماعت نے تعمیر کروائے ہیں۔ نیز اسلامی لٹریچر ۱۲۵ زبانوں میں اس جماعت نے شائع کیا ہے۔ اس کی نمائش کا اہتمام احمدیہ مسلم مشن افضل گنج میں کیا گیا ہے۔ اور پبلی دیترن میں اس نمائش کو دکھایا گیا ہے اور یہ ایسے کارنامے ہیں جن کو کوئی درد مند دل فراموش نہیں کر سکتا کہ یہ وہ جذبات ہیں جو اسلامی تاریخ میں قابل صد ستائش ہے اور ایسا جادو ہے جو سر چڑھ کر بول رہا ہے نمائندہ آندھرا جنرل نے خود اس نمائش کا مشاہدہ کیا ہے۔ نہایت سلیقہ سے کتب کو خوبصورت ریکوں میں سجایا گیا ہے۔ اور اس قدر خوبصورت لٹریچر شائع کیا گیا ہے کہ حیدرآباد کی تاریخ میں اس قدر زبانوں میں لٹریچر ایک مقام پر نظر سے نہیں گذرا۔ نمائندہ آندھرا جنرل پر اُس وقت تو عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ سچ ہے کہ آنسو بہا رہا ہوں جگہ چھوڑ چھوڑ کر جب مجھے اُن احمدیوں کی لاشوں کی تصاویر دکھائی گئیں۔ جن کو کلمہ طیبہ کے نام پر پاکستان میں شہید کیا گیا۔ اُن کے جسموں سے نکلا ہوا خون بھی تصاویر میں محفوظ ہے۔ جس کو دیکھ کر خون کے آنسو رو دیا کہ آج اسی جماعت کے لوگوں کو ظلم کے بند ھنوں میں باندھا ہوا ہے۔ جو خدمت اسلام بجا لا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے امام مرزا طاہر احمد صاحب کے افریقی ممالک کے دورے کے فوٹوز دیکھ کر ایسا نظر آ رہا تھا کہ وہاں کی سلطنتوں کے سربراہ بھی آپ کے سامنے معمولی حیثیت کے نظر آ رہے ہیں۔ اور آپ کا پُرکشش چہرہ اُن کے لئے نقطۂ مرکزی بنا ہوا ہے۔ بعض بادشاہ آپ سے دعا کروا رہے ہیں تو بعض صدر مملکت اپنے ایوانوں میں امام جماعت احمدیہ کو عزت و توقیر سے استقبال کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اور ایک مقام پر تو ہزاروں افراد کو مخاطب کر رہے ہیں۔ پھر اُن مظلوم احمدیوں کے فوٹوز بھی دیکھیے جن کو کلمہ طیبہ پڑھنے کے جرم میں پاکستان میں پابند سلاسل کیا گیا ہے۔

اس نمائش میں مرزا صاحب کی کتب کا سیٹ روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں دیکھ کر بھی طبیعت پر ایک گہرا اثر ہوا کیونکہ نہایت دیدہ زیب انداز میں اس کو قیمتی کاغذ پر شائع کیا گیا ہے۔ اور ۱۱۶ زبانوں میں منتخبہ آیات و احادیث کو دیکھ کر اس جماعت کے اس کارنامے کی ستائش کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ آج بیرونی ممالک میں اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے اِن کی خدمات نمایاں ہیں باوجود اس کے کہ آج مسلمان حکومتوں کے پاس تیل کی وجہ سے پیسے کی ریل پیل ہے۔ لیکن اُن کو یہ خدمت نصیب نہ ہوئی۔ جو آج اس جماعت کو ہے۔ عقائد و مسائل کا اختلاف اپنی جگہ رکھئے بھائی بھائی میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن خدمات کا اعتراف کرنا اور حقیقت سے متأثر ہونا انسان کے لئے فطری بات ہے۔ اُن تصاویر کو بھی دیکھا جس میں پاکستان کے نام نہاد مسلمان احمدیوں کی مساجد سے کلمہ طیبہ مٹا رہے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کا کلمہ اور ہے اب جب یہ لوگ اپنے کلمہ کا اعلان کر رہے ہیں تو اُن کو جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے اور کلمہ کو مٹایا جا رہا ہے۔ آخر یہ تضاد کیوں ؟۔

کیا تاریخ انسانی میں کوئی ایسا ظلم اور مکروہ انسان بھی اسلامی دنیا میں گذرا ہے۔ جس نے مسلمان ہوکر کلمہ طیبہ مٹایا ہو۔ شرم شرم اور پھر شرم اسلامی تاریخ میں کسی ایسے شخص کی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ کلمۂ طیبہ پڑھنے پر جیلوں میں ڈالا گیا ہو اسلامی تاریخ میں صرف عقائد کے اختلاف پر مساجد کو مسمار کیا گیا ہو۔ یہ سب ظلم تصویری رنگ میں دیکھ کر بے اختیار علامہ اقبال کا وہ شعر سامنے آیا ہے

شیرازہ ہوا ملّت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

مولانا حمید الدین شمس انچارج مبلغ آندھرا نمائندہ آندھرا جنرل کو تعارف کروا رہے تھے۔ پہلے بھی وہ مجھے اِن واقعات سے آگاہ کرتے تھے لیکن یقین نہیں آتا تھا اس نمائش میں تو ہمارے لئے کوئی انکار کی گنجائش ہی نہیں مولانا شمس صاحب نے نمائش کے دیکھنے کے بعد جب میں نصیب گفتگو میں کہا بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی تھی کہ آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے حقوق غصب کر لئے جائیں گے۔ اُن کو کہنا اولٰئک منی و انا منھم (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۶) وہ میرے ہیں اور میں اُن کا ہوں اور

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے

شمس صاحب موصوف نے کہا کہ آج ہم اپنے چاک گریباں اپنے آقا کائنات کے سامنے پیش کرتے ہوئے یہ استدعا کرتے ہیں کہ :

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچے میں مچایا ہم نے

الغرض میرا مشورہ ہے کہ آج مسلمانوں کو تمام اختلافات کو بھلا کر متحد ہو کر صیہونی سازشوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے کہ مسلمانوں کو متحد نہ ہونے دیا جائے۔ آج ہم سب کو کلمہ طیبہ کے نام پر اکٹھا ہو کر سیسہ پگھلائی دیوار بن جانا چاہیئے۔ کیا دیوبندی اور کیا بریلوی اور کیا قادیانی سب کا کلمہ ایک ہے۔ کتاب ایک ہے رسولؐ ایک ہے۔ مذہب ایک ہے۔ نماز ایک ہے قبلہ ایک ہے زکوٰۃ، حج و رمضان ایک ہے۔ تم بھی اسی طرح ایک ہو جاؤ۔ کوئی رنگ و نسل و قوم و فرقہ کی وجہ سے جدا نہیں ہو سکتا ہے

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

مباہلہ کی دعوت بقیہ صفحہ ۱۲

کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگانِ خدا! کچھ تو سوچو! کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۸)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں! "میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے۔ جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۹ء

چوتھی و آخری قسط

مباہلہ کی دعوت اور اس کے نتائج

از مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

پس مباہلہ تو جماعت احمدیہ جیت چکی ہے۔ اور مباہلہ کی کامیابی کا یہ عظیم الشان نشان ایک دن یا دو دن یا ایک سال دو سال کا نہیں بلکہ ایک دائمی نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی صداقت ایک اور رنگ میں بھی ظاہر فرما دی ہے کہ کمزور۔ بے بس۔ مجبور اور مظلوم ہونے کے باوجود جماعت احمدیہ کے دلوں پر خدا تعالیٰ کی طرف سے طمانیت نازل ہو رہی ہے۔ اُن کو صبر و استقامت کا نشان دیا جا رہا ہے۔ اُن کو وہ ساری علامتیں دی جا رہی ہیں جو خدا کی طرف سے اُس کے سچے نبیوں اور اُن کے ماننے والوں کو عطا ہوا کرتی ہیں۔ اور ہمارے مخالفین معاندین اور مکفرین پر وہ ساری علامتیں چسپاں ہو رہی ہیں جو جھوٹوں کی ہوتی ہیں۔ خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں اُمت محمدیہ کے بہتر فرقوں میں سے صرف ایک جماعت کو سچا قرار دیتے ہوئے اُس کی علامت یہ بیان فرمائی تھی کہ اُس سچی جماعت کا حال وہی ہوگا جو میرا اور میرے صحابہؓ کا ہے۔ اسی حدیث کی روشنی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے معاندین احمدیت کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"تو دیکھو! تم نے گند بکنے کے بعد کس جماعت میں شامل ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی اور آپؐ کے صحابہؓ کی زندگی میں تم ایک بھی مثال دے سکتے ہو کہ جیسے تم مسجد و محراب سے انتہائی مغلظات بکتے ہو اور جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہو نعوذ باللہ من ذالک ایک دن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کسی صحابیؓ نے بھی یہ مسلک اختیار کیا ہو؟ ہاں آپ کے خلاف جھوٹ بولے جاتے تھے۔ آپ لوگوں کو گندی گالیاں دی جاتی تھیں۔ آپ کے خلاف افتراء کئے جاتے تھے۔ تو پھر دیکھو کہ سچا تو وہی ہے جس کی شکل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے غلاموں سے بنتی چلی جا رہی ہے .... آپؐ کی مسجدیں منہدم کی جاتی تھیں آپ کے گھروں کو آگ لگائی جاتی تھی۔ آپؐ کے صحابہؓ کو تکلیفیں دی جاتی تھیں گالیاں دی جاتی تھیں۔ دن رات گند بکے جاتے تھے۔ ہر قسم کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جاتا تھا۔ عبادت نہیں کرنے دی جاتی تھی۔ کلمہ نہیں پڑھنے دیا جاتا تھا۔ حج سے روکا جاتا تھا۔ یہ اعلان کرنے سے باز رکھا جاتا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ سو فیصدی یہ تصویر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کی آج جماعت احمدیہ کو زندہ کرنے کی توفیق ملی ہے کہ اُن سے یہ مظالم ہوئے اور وہ صبر کے ساتھ قائم رہے۔ عبادتوں سے روکے گئے لیکن عبادتیں کرتے چلے گئے اور عبادتوں میں پہلے سے بڑھ گئے۔ کلمۂ توحید سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن قربانی پر قربانی دیتے چلے گئے۔ اور کلمۂ توحید سے جان سے بڑھ کر چمٹے رہے۔ جانیں گنوا دیں مگر کلمۂ توحید کو اپنے دل سے نکلنے نہ دیا۔ یہ وہ جماعت ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ کے وہ تمام اخلاق دہرا دیئے ہیں۔ اور تمہاری آنکھوں کے سامنے دہرا رہی ہے ...... اور تم وہ ہو۔ ہاں! تم وہ بدنصیب ہو جس نے محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے ساتھ ظلم کرنے والوں کے کردار کو اپنا لیا ہے۔ آپؐ کے دشمنوں کے ہر وطیرے کو دوبارہ اختیار کیا ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ نومبر ۱۹۸۹ء)

پس ہر سمجھدار اور صاحب بصیرت انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ دعوت مباہلہ کے بعد جہاں جماعت کی مخالفت نے بین الاقوامی طور پر زور پکڑا ہے وہاں جماعت احمدیہ کو عالمگیر طور پر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اور اخبارات میں اس قدر شہرت ملی ہے کہ دُنیا کا بچہ بچہ بھی اس جماعت سے آگاہ ہو گیا۔ اگر ہم کروڑوں روپیہ بھی صرف کرتے تو بھی ہمارے لئے ممکن نہ تھا کہ احمدیت کی تبلیغ اس وسیع رنگ میں کر سکتے۔ اس بات کا اعتراف اہل سنت والجماعت کے ایک اخبار SUNNI VOICE نے بھی کیا ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے مقصد کو پا گئی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ ثابت کر دیا کہ جس جماعت کو مخالفین مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ اُسے بڑھاتا چلا جائے گا۔ مخالف علماء کو سوچنا چاہیئے کہ مباہلہ کی لعنت کس پر پڑی! اور رحمت و نصرت ایزدی کس کو حاصل ہوئی؟ جماعت احمدیہ نے مباہلہ کے سال میں ہر میدان میں ترقی کی ہے۔ ۱۲۰ سے زیادہ ممالک میں یہ نہایت مضبوطی سے قائم ہو گئی ہے۔ پچاس سے زائد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جا چکے ہیں۔ ۱۱۸ زبانوں میں منتخب آیات قرآنیہ۔ احادیث نبویہ اور ارشادات مسیح موعود علیہ السلام شائع کئے جا چکے ہیں۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا ایسا عظیم اور وسیع کام سرانجام دیا گیا ہے کہ گویا چند سالوں میں پوری ایک صدی کا فاصلہ طے کر لیا ہے۔

افریقہ کے ایک ملک مالی میں اجتماعی طور پر ۲۰ ہزار افراد نے بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔ اور مجموعی طور پر گزشتہ ایک سال میں اکسٹھ ہزار افراد حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے ہیں۔ اور جماعت کی روز افزوں ترقی کا یہ عالم ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر درجن بھر ممالک کے ممبران پارلیمنٹ۔ سفراء اور وزراء نے اپنے وفود کے ساتھ شرکت کی۔ اس جلسہ میں دُنیا کے مختلف ملکوں سے پندرہ ہزار افرادِ جماعت نے شرکت کی۔ اور دوسری طرف معاندین احمدیت کے جلسوں میں جہاں ہزاروں افراد شریک ہوا کرتے تھے عین اسی موقعہ پر شدید بد معاند احمدیت مولوی منظور چنیوٹی نے بھی جلسہ کیا اور اس کے جلسہ میں صرف تین سو افراد نے شرکت کی۔ خدا تعالیٰ کا یہ سلوک اور فعلی شہادت بتا رہی ہے کہ دعوتِ مباہلہ کے بعد جماعت احمدیہ کو ہر رنگ میں ترقی ملی ہے۔ عزت ملی ہے۔ شہرت ملی ہے۔ جماعتوں میں نیا عزم اور نیا حوصلہ اور نئی اُمنگ اور نیا جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اور ہمارے مخالفین و معاندین کو ذلت و نکبت۔ حسرت و ہلاکت اور خسران و تباب کے سوا کچھ نہ ملا۔ اور یہی اُن کا مقدر بن چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا۔ جب تک میری سچائی دُنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا۔ اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے۔ اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو!

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ پر)

عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عید الاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشاد گرامی کے مطابق احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں۔ اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے۔ تو امارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

بعض مخلصین جماعت نے اس سال قادیان میں ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کا انتظام کروائے جانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ایک جانور کی قیمت کا اندازہ دریافت کیا ہے۔ سو ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت -/۵۰۰ سو روپے ہے۔ لعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے۔ تو اس امر کا خیال رہے کہ لازمًا ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہو گی۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

بہار کی صوبائی تبلیغی کمیٹی کے صدر

آئندہ کے لئے مکرم سید عبد الباقی صاحب گیا (بہار) کو صدر بہار صوبائی تبلیغی کمیٹی مقرر کیا گیا ہے۔ تمام عہدیداران جماعت ہائے بہار ممبران کمیٹی اور احباب مہربانی کر کے ان سے پورا پورا تعاون کریں تاکہ تبلیغی منصوبہ بندی کمیشن کے کام کو بہتر رنگ میں چلایا جا سکے۔

صدر تبلیغی منصوبہ بندی کمیشن

پانچواں سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت ۱۹۹۰ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت کے لئے ۱۹، ۲۰، ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء کی تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ لجنات اماء اللہ بھارت اس اجتماع میں نمائندگان کو بھجوانے کی ابھی سے کوشش کریں۔ اسی طرح پروگرام میں شامل ہونے کے لئے ممبرات لجنہ و ناصرات کو تیاری کے ساتھ بھجوائیں پروگرام اجتماع لائحہ عمل ۱۹۹۰ء میں چھپ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ اجتماع کامیاب اور بابرکت کرے۔ آمین۔ نیز لجنات بجٹ کے مطابق اجتماع کا چندہ جلد از جلد بھجوانے کی کوشش کریں۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دو خط موصول ہوئے ہیں جس میں تمام ممبرات لجنہ و ناصرات بھارت کو محبت بھرا السلام علیکم تحریر کیا گیا ہے۔

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

درخواستِ دُعا مکرم محمد عظمت اللہ صاحب سعیدی شورا پور ضلع گلبرگہ اپنی اور اپنے پورے خاندان کی روحانی جسمانی ترقیات اور مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

تصحیح "بدر" ۲۵ جنوری ۱۹۹۰ء صفحہ ۱ کے کالم ۲ میں نیچے سے اوپر اٹھارویں سطر میں ایک نام غلط طبع ہوا ہے۔ براہ مہربانی اس کی تصحیح فرمالیں اصل عبارت اس طرح ہے۔ "مکرم محمد شریف خالد صاحب نائب امیر مغربی جرمنی" (ادارہ)

واقفینِ نو اور والدین کی ذمہ داریاں

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرمودہ ۱۰ فروری اور ۱۷ فروری ۱۹۹۰ء

سچ سے محبت:۔ وقفِ نو میں شامل ہر بچہ کو بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے۔

قناعت:۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے۔

امانت و دیانت:۔ دیانت و امانت کے اعلیٰ مقام تک ان کو پہنچانا ضروری ہے۔

خوش مزاجی و تحمل:۔ خوش مزاجی اور تحمل بھی واقفین بچوں میں بہت ضروری ہے۔

مزاح:۔ مزاح اچھی چیز ہے لیکن اس کے اندر پاکیزگی اور لطافت ہونی چاہیئے۔

تعلیم قرآن کریم:۔ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے توجہ کرنا چاہیئے۔

پابندی نماز:۔ نماز کی پابندی اور نماز کے لوازمات کے متعلق بچوں کو تعلیم دینی چاہیئے۔

جنرل نالج و مطالعہ:۔ بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو عام جنرل نالج بڑھانے کی طرف توجہ کرنا چاہیئے۔ تدریسی مطالعہ کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

نظام جماعت کی اطاعت:۔ نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا اور ذیلی تنظیموں سے وابستہ کرنا بہت ضروری ہے۔

چالاکیوں سے بچانا:۔ بعض بچے شوخیاں اور چالاکیاں کرتے ہیں لہذا ان کو ایسی چالاکیوں سے بچائیں۔

وفا:۔ اپنے بچوں کو وفا سکھائیں۔

جسمانی صحت:۔ واقفین زندگی کی بدنی صحت کا خاص خیال رکھیں۔

تعلیم:۔ تعلیم کے سلسلہ میں ان کا دائرہ وسیع کرنا چاہیئے۔ تاریخ اقوام اور جغرافیہ کا علم بہت ضروری ہے۔ لغو اور گندے ناولوں سے دور رکھیں۔ جاسوسی ناولوں سے بچائیں۔

عربی زبان کی تعلیم:۔ عربی زبان سکھانے پر زور دیں۔ علاوہ ازیں اردو زبان بھی بہت ضروری ہے۔

واقفین بچیوں کی تربیت کے بارہ میں حضور کی بیان کردہ ذمہ داریاں

ان کو امور خانہ داری سلیقہ شعاری اور گھریلو اقتصادیات کے ذریعہ سے آراستہ کرنا ضروری ہے۔

ایسے رنگ میں ان کی تربیت کریں کہ وہ سادہ اور مشقت والی زندگی کی عادی ہوں۔

نوٹ:۔ آخر میں یہ بتانا ضروری ہے کہ دُعا پر زور دیں اپنے بچوں کے لئے درد مندانہ دُعا کریں اور دُعا کرنے کی تربیت دیں تاکہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق قائم کر کے اپنی شخصیت میں نکھار پیدا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرماوے کہ ہم واقفین نو کی ایک ایسی فوج خدا کی راہ میں پیش کریں جو ہر قسم کے ان ہتھیاروں سے مزین ہو جو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ضروری ہوا کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات چھپوا کر بھجوائے جا رہے ہیں۔

از وکیل التبشیر تحریک جدید قادیان

درخواستِ دعا مکرم سید فضل نعیم صاحب احمدی سونگھڑہ اپنے والدین کی کامل شفایابی اور تمام افراد خانہ کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا کرتے ہیں۔

درخواست ہائے دعا

• - مکرم حاجی محمد عبد القیوم صاحب آف لکھنؤ مکرم منور لعل صاحب کی جانب سے ۲۰ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے ان کے مقدمہ میں کامیابی اور اہل وعیال کے صحت وسلامتی، نیز بیٹی نصرت امید سے ہے بخیر فراغت اور نیک صالح اولاد نرینہ کے لئے۔ • - مکرم مرزا ظہیر الدین صاحب درویش ایم اے قادیان لکھتے ہیں کہ خاکسار کے بڑے بھائی جان محترم مرزا عطاء الرحمٰن بیگ لندن میں بیمار چلے آرہے ہیں۔ اسی طرح خاکسار کی اپنی صحت ایک عرصہ سے محتاج دعا ہے گو پہلے سے بہتر ہوں۔ صحت کاملہ اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے نیز میرے عزیز دوست اور کلاس فیلو برادرم صوبیدار فضل قادر صاحب اٹھوال علاج کی غرض سے مغربی جرمنی گئے تھے۔ باوجود اپریشن کے ان کی صحت بہتر نہ ہوسکی۔ گٹھیا کی وجہ سے وہ بغیر سہارا کے کھڑے بھی نہیں ہوسکتے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ • - مکرم سید محمد سرور صاحب بھونیشور سے اپنی بڑی اور چھوٹی بیٹیوں کے ہاں نرینہ اولاد کے لئے اور اپنے داماد ڈاکٹر طارق احمد صاحب کے قادیان میں تبادلہ کے بابرکت ہونے کے لئے۔ اپنے بڑے بیٹے محمد انور اور چھوٹے بیٹے محمد محمود کو اعلیٰ ملازمتیں ملنے کے لئے دونوں میاں بیوی بیمار رہتے ہیں صحت وسلامتی روحانی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ • - مکرم محمد حفیظ اللہ صاحب بنگلور اپنی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے اور دینی دنیوی ترقیات کاروبار میں برکت اور بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی نیز اپنے تایا زاد بھائی محمد عنایت اللہ صاحب کینسر کے مرض میں مبتلا ہیں۔ چچا زاد بھائی مکرم محمد فضل اللہ صاحب بھی عرصہ سے بیمار ہیں ان سب کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا ہے۔ • - عزیزہ سیدہ امۃ الشکور صاحبہ بنت مکرم سید فضل عمر صاحب سابق مبلغ سلسلہ سونگھڑہ سے اپنے والدین بھائی بہنوں کی صحت وسلامتی بھائیوں کے کاروبار میں برکت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔ • - مکرم سید احمد رضی صاحب ریلیورز سونگھڑہ عرصہ سے بعارضہ فالج مبتلا ہیں صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب کرام سے تمام مریضوں کی کامل شفایابی کے لئے اور جملہ مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان نکاح

مورخہ ۴؍ مئی ۱۹۹۰ء بعد نماز جمعہ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مبلغ سلسلہ احمدیہ نے احمدیہ مسلم مشن شاہجہانپور میں عزیزم مکرم شبن خان ابن مکرم اچھن خان صاحب آف اودے پور کٹیا ضلع شاہجہانپور یو۔پی حال مقیم شاہجہانپور کا نکاح ہمراہ عزیزہ صدیقہ ظفر قریشی بنت مکرم محمد ظفر احمد قریشی عرف حفیظ آف لودھی پور شاہجہانپور سے بعوض مبلغ گیارہ ہزار روپے مہر پڑھا۔ مجلس میں غیر از جماعت احباب بھی موجود تھے مناسب خطبہ دیا۔ اس مبارک موقعہ پر ۹۰ روپے مکرم محمد ظفر صاحب قریشی نے مختلف مدات میں دیئے ہیں۔ اسی طرح مکرم اچھن خان صاحب نے بیس روپے اعانت بدر و شکرانہ فنڈ میں ادا کئے۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار - محمد عابد قریشی صدر جماعت احمدیہ شاہجہانپور

ارشادِ نبوی ؐ

اِشْفَعُوْا تُؤجَرُوْا

سفارش کیا کرو تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا

(محتاج دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے خدمات حاصل کریں

احمد پراپرٹی ڈیلرز

پروپرائیٹر: نعیم احمد طاہر - احمدیہ چوک قادیان — 143516

AHMAD PROPERTY DEALERS

AHMADIYYA CHAWK QADIAN. 143516.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون نمبر: ۶۲۹۴۴۳

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

(پیشکش)

بانی پولیمرز، کلکتہ ۴۶۰۰۰۰

ٹیلیفون نمبرز: 44-4028, 5137, 5206

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے!

زدجام عشق
۱۰۰/- روپے

حبوب مفید اٹھرا
۲۵/- روپے

اکسیر اولادِ نرینہ
(کورس)

تریاقِ معدہ
۸/- ۱۵/-

روشن کاجل

حبِ جدوار
۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ (پاکستان)

افضل الذکر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چٹ پور روڈ
کلکتہ ۷۳-۷۰۰۰

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
CALCUTTA - 700073.
PHONES :- OFFICE :- 275475. RESI. 273903.

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے!
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
(دُرِّثمین)

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

15-SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360
74350

الخیر کلّہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA,

PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15- PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا
(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)
(حدیثِ نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.
DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES,
FIRE WOOD.
MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. YANIYAMBALAM. (KERALA)

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6 - GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE :- 6348179 } BOMBAY - 400099.
RESI :- 6289389 }

فرمانِ نبویؐ

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آدمی آئے تو اس کا واجبی اکرام کیا کرو ـــــ!!

طالبانِ دُعا } محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد
پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ۔

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ: گرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

امپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اوشا بکسوں اور...

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔" (کشتی نوح)

پیشکش:۔

ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOK SELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS
CANNANORE-670001
PHONE NO. 4498
HEAD OFFICE:- P.O. PAYANGADI (KERALA)
PHONE NO. 12.　　PIN. 670303.

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف۔ مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS
AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR TREKKER BEDFORD - CONTESSA
AUTHORISED DEALERS
PERKINS P4 P6 P6/354

AUTOTRADERS,

16-MANGOE LANE
CALCUTTA-700001.
:(تار کا پتہ)-
"AUTOCENTRE"

آٹوٹریڈرز

۱۶-مینگولین- کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:- 28-5222 اور 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔!"

(کشتی نوح)

NIR®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۹۰ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی-۲۳